

جہات

انسانی جان و مال کی حرمت اور ہمارا رویہ!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امامبعد

اسلام میں انسان کی جان اور اس کے مال کا کتنا خیال رکھا گیا ہے، کتنا پاس کیا گیا ہے اور کتنا احترام ملحوظ رکھا گیا ہے، اس کا اندازہ صرف اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی جان و مال کی حفاظت و احترام شریعت اسلامیہ کے ان مقاصد خمسہ میں شامل ہے جن کے کیلئے شریعت کی وضع (تشکیل) ہوئی ہے۔ امام ابواسحاق شاطبی (م ۷۹۰ء) نے ان مقاصد کو شمار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ہی حفظ الدین والنفس، والنسل والمال والعقل" (الموافقات: ۲: ۲ طبع مصر)
(وہ دین، نفس (انسانی جان) انسانی نسل، مال، اور عقل کی حفاظت ہے)

ان مقاصد میں اولیت اگرچہ دین کی حفاظت کو دی گئی ہے تاہم ذرا غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہ اولیت صرف روحانی اعتبار سے ہے مگر عمرانی اعتبار سے فوقیت حفاظت نفس کو ہی حاصل ہے۔ انسانی وجود ہی اصل چیز ہے۔ انسان کا وجود ہوگا تو دین بھی ہوگا اور نسل و مال اور عقل بھی۔ دنیا کی ساری آبادی چہل پہل اور رونقیں انسان کے دم قدم سے ہیں۔ انسان ہی کائنات کا گل سرسبد، ساری مخلوق کا مخدوم، مسجود ملائکہ، وجہ تخلیق کائنات محترم و برتر اور عند اللہ اشرف المخلوقات ہے۔

برتر از گردوں مقام آدم است

پھر جب یہی انسان اپنے خالق و مالک اور پروردگار کی حاکمیت و ربوبیت اور اپنی محکومی و بندگی کا زبان و دل سے اقرار کر لیتا اور اپنے رب کے پسندیدہ نظام زندگی (دین اسلام) کو اپنالیتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ پر ایمان لے آتا ہے تو ایسے مومن انسان کے شرف و عظمت اور رفعت و بلندی کو کیا چارچاند لگ جاتے ہیں؟ اور اللہ کے نزدیک ایک مومن کیا

مرتبہ و مقام پالیتا ہے؟ اس کا اندازہ محسن انسانیت اور نبی محترم ﷺ کی درج ذیل حدیث سے لگائیے:

عن عبد اللہ بن عمرو قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبۃ ویقول ما طیبک واطیب ریحک! ما اعظمک واعظم حرمتک! والذی نفس محمدیہ لحرمة المؤمن اعظم عند اللہ حرمة منک، مالہ ودمہ (سنن ابن ماجہ ابواب الفتن ص: ۲۹۰ طبع دہلی)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ (بیت اللہ شریف) کا طواف کر رہے ہیں اور (بیت اللہ سے خطاب کرتے ہوئے یہ) فرما رہے ہیں کہ (اے بیت اللہ! تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری ہوا (فضا) کتنی پاکیزہ ہے تو خود کتنی عظمت (شان) والا ہے اور تیری حرمت (عزت و احترام) کو اللہ نے کتنا عظیم بنایا ہے مگر اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً ایک مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ عظیم ہے۔ یعنی مومن کا مال اور خون (تجھ سے زیادہ حرمت والا ہے) اسی مضموم کا ایک قول حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے جامع ترمذی نے یوں نقل

کیا ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کی طرف دیکھا اور فرمایا: ما اعظمک واعظم حرمتک والمؤمن اعظم حرمة عند اللہ منک (جامع ترمذی (ابواب البر والصلہ) ص: ۲۹۷ طبع کراچی) (اے بیت اللہ!) تو کس قدر عظمت والا ہے اور کس قدر تیری حرمت عظیم ہے مگر (اے بیت اللہ سن لے) مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ آپ کی امت آنے والے وقت میں انسانی خون کو کتنا ہلکا اور معمولی سمجھے گی۔ کس طرح انسان کو کیرٹے مکوڑوں کی طرح مسل دیا جائے گا۔ اور کس طرح دوسروں کے خون پسینہ کی کھائی (مال) کو حلال سمجھ کر ہرٹپ کر لیا جائے گا۔ اس لئے حجۃ الوداع کے موقعہ آپ نے بڑے عجیب پیرانے میں انسانی خون و مال کی عزت و حرمت کو واضح فرمایا۔ لوگوں کے دلوں میں یوم عرفہ، ذوالحجہ اور مکہ مکرمہ کی عزت و حرمت چونکہ دور جاہلیت سے ایک مسلمہ عقیدہ کے طور پر چلی آتی تھی پھر اسلام نے ان چیزوں کی عزت و حرمت کی مزید تاکید فرمادی اس لئے آپ نے لوگوں کو ان

چیزوں کی عزت و حرمت یاد دلانے اور ذہن نشین کراتے ہوئے فرمایا:
 ان دماءکم و اموالکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شہرکم هذا فی
 بلدکم هذا (مشکوٰۃ ص: ۲۲۵ طبع ایچ سعید کمپنی کراچی)
 بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام (قابل احترام) ہیں جس طرح
 تمہارے اس شہر (مکہ) میں تمہارے اس مہینے (ذوالحجہ) میں آج کے دن (یوم عرفہ) کی حرمت
 ہے۔ ایک روایت میں "اعراضکم" کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی تمہاری عزتیں بھی مکہ مکرمہ،
 ذوالحجہ یوم عرفہ کی طرح محترم ہیں۔

اب ذرا ایک انسان اور مومن کے جان و مال کی مندرجہ بالا اس عزت و حرمت کا تصور کیجئے جو
 ہمارے نبی ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور جن کی محبت کا ہم دم بھرتے اور دعویٰ کرتے ہیں
 اور دوسری طرف اپنے اس رویہ پر بھی غور کرنا چاہیے کہ خداداد مملکت پاکستان میں ہم کس
 طرح حضور ﷺ کے ان فرمودات کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں؟ اور کس طرح خون مسلم کو
 ارزاں سمجھ لیا گیا ہے؟

اسلام کے ساتھ ہمارا رویہ اور تعلق بالعموم ظاہر پرستانہ اور سطحی
 سا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہم بعض اوقات ثانوی درجے کی چیزوں پر تو بڑی شدت اور سختی سے
 عمل پیرا ہوتے نظر آتے ہیں مگر اصل مقصود اور مطلوب چیزوں کو نظر انداز کرتے ہیں جس
 کی ایک مثال پچھلے سالوں میں یوں سامنے آئی کہ ہندوستان میں متعصب ہندوؤں نے بابر
 مسجد کو شہید کیا تو ہمارے ہاں خاصا اشتعال اور جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے حتیٰ کہ انہی
 جذبات میں کئی ایک مندروں کو بھی زمین بوس کر دیا گیا۔ بابر مسجد کے شہید کیے جانے پر
 ہم مسلمانوں نے جس شدید رد عمل اور غم و غصے کا اظہار کیا اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ
 بالفرض اگر کوئی بد بخت آدمی بیت اللہ شریف کی توہین کرے یا خدا نخواستہ اسے گرانے کی
 کوشش کرے تو سارے عالم اسلام اور بالخصوص ہمارے پاکستان میں کتنا سخت رد عمل ہوگا
 مگر ادھر بھول جاتے ہیں کہ وطن عزیز میں روزانہ ہم کتنے بیت اللہ گرا رہے ہیں۔ ایک مسلمان
 کی جان و مال پر حملہ آور ہونا اللہ کے نزدیک بیت اللہ شریف کو منہدم کرنے سے بھی زیادہ
 جرم ہے۔

اب اندازہ کیجئے ہمارے ملک بالخصوص کراچی میں روزانہ کتنے کعبے ڈھائے جا رہے ہیں؟ اور باہری مسجد کی شہادت پر احتجاج اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرنے والے کس بیٹھکری اور بے دردی سے بیت اللہ پر کدالیں چلا رہے ہیں؟ پناہ بخدا! مولانا روم نے تو یہ فرمایا تھا کہ:

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ہر روز جب تازہ اخبار پر نظر پڑتی ہے تو اخبار کا زیادہ تر حصہ قتل و غارت، دہشت گردی، راہزنی، اغوا، عصمت دری، بینک ڈکیتی، چوری، مکانات اور زمین پر بالجبر قبضہ، باہمی تنازعہ، زخمی کرنے، کار اور موٹر سائیکل بھینسنے، بم دھماکہ، جنسی تشدد، خواتین اور کم عمر بچیوں کے ساتھ زیادتی جیسے واقعات سے بھرا پڑا ہوتا ہے۔ ملک عزیز میں گویا کسی کی جان و مال اور آبرو کو تحفظ نہیں اور قانون و امن نام کی کسی چیز کا وجود نہیں۔ گھر، بازار، دفتر و کان، کھیت اور دوران راہ جان و مال غیر محفوظ تھے ہی اب تو کسی علمی ادارہ، لائبریری اور امن کی جا، خانہ خدا (مسجد) میں بھی جاتے ہوئے جان کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ روز نامہ نوائے وقت لاہور مورخہ یکم جنوری ۱۹۹۶ء کی ایک مصدقہ اور سرکاری ذرائع سے رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۵ء میں صرف صوبائی دارالحکومت لاہور جہاں قانون نافذ کرنے والے تمام ادارے اور حکومتی مشینری چوبیس گھنٹے موجود رہتی ہے، میں ۴۴ افراد کو قتل کیا گیا جبکہ اقدام قتل کے ۱۱۵۴ مقدمات فریق مخالف کو زخمی کرنے کے ۶۷۰ مقدمات، خواتین کے اغوا کے ۳۶۱ مقدمات، سرحد بالجبر کے ۳۰۷ مقدمات درج ہوئے۔ علاوہ ازیں ڈکیتی کی ۲۷ وارداتیں، کار بھینسنے کے ۱۴۶ واقعات اور موٹر سائیکل بھینسنے کے ۸ واقعات ہوئے۔ قتل و غارت کے یہ واقعات تو صرف صوبائی دارالحکومت میں وقوع پذیر ہوئے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجموعی طور پر سارے ملک میں قتل، ڈکیتی، اغوا اور چوری وغیرہ کے کس قدر واقعات رونما ہوئے ہوں گے۔ سمجھ نہیں آتی ہم کس الٹی سمت اور بلاکت کی راہ پر اندھے بہرے بن کے چلے جا رہے ہیں۔

کسی انسان کو جان سے مار دینا کوئی معمولی جرم نہیں۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے، اس کا ظلم اور بربریت صرف ایک فرد (مقتول) کی حد تک محدود نہیں رہتی بلکہ وہ

مقتول کے ماں باپ کی پوری زندگی اجیرن بنا دیتا اور ان کے نور نظر کو چھین کر دنیا ان کیلئے تاریک بنا دیتا ہے، وہ اس کی بیوی کا سہاگ اجاڑ کر اس کے شب روز اور اس کے گھر کو ویران کر دیتا ہے۔ وہ اس کے بچوں کو یتیم کر کے ان کے سر سے باپ کا سایہ عاطفت چھین لیتا اور انہیں بے یار و مددگار بنا دیتا ہے۔ وہ اس کے بہن بھائیوں اور دوست احباب کے گلے پر چھری چلاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے اس اقدام سے دوسرے لوگوں کو اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب کی جرأت دلاتا اور معاشرے میں فساد کی آگ بھڑکا کر اسے بد منی کے جسم میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (سورة المائدہ: ۳۲)

جو کوئی کسی کو کسی جان کے یا زمین پر فساد (کے عوض) کے بغیر مار ڈالے تو گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کر ڈالا۔

اسی طرح کسی کے مال پر ڈاکہ ڈالنا، راہزنی کا ارتکاب کرنا، کسی کی عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالنا بھی کوئی معمولی جرم نہیں بلکہ پورے معاشرے میں فتنہ و فساد کو پھیلانا ہے جسے قرآن نے قتل سے بھی سخت تر قرار دیا ہے۔

اسلام ایک سراسر رحمت اور امن پسند دین ہے۔ وہ اسلامی ریاست کو اس امر کا پابند بناتا ہے کہ وہ ریاست میں بسنے والے ہر شہری کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ اپنی رحمت عامہ اور روایتی نرمی کے باوجود اس نے قتل و غارت جیسے گھناؤنے جرائم کے سدباب کیلئے بڑی سخت اور عبرت ناک سزائیں تجویز کی ہیں۔ وہ ان سزاؤں کے اجراء اور فوجداری قوانین کے نفاذ میں کسی قسم کی نرمی اور رورعایت کا قائل نہیں جس ملک کے قانون کے نفاذ کے وقت مجرم کے شجرہ نسب، اس کے جاہ و مرتبہ، اور اس کے منصب کو دیکھا جاتا ہو، جہاں مجرموں اور قاتلوں سے یہ پوچھا جاتا ہو کہ "بتا تیری رضا کیا ہے؟ جہاں قاتل اور ظالم کھلے عام دندناتے اور امن و شرافت کا منہ چڑھاتے پھرتے ہوں وہاں کبھی امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔ وہاں کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ یاد رکھنا چاہیے حکومتیں کفر سے تو قائم رہ سکتی ہیں مگر ظلم و نا انصافی سے قائم

نہیں رہتیں۔ اس لیے ہم قانون نافذ کرنے والے اداروں سے گزارش کریں گے کہ خدارا مومنانہ جرأت کو کام میں لاتے ہوئے اور فاروق و حیدرؓ کی عدالت و شجاعت سے سبق لیتے ہوئے ملک میں قانون کو بلاتا خیر اور بے لاگ حرکت میں لائیں اور عوام جو بیچارے پہلے ہی غربت و افلاس، بیروزگاری اور مہنگائی کے ہاتھوں زندگی سے بھی تنگ ہیں، کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا معقول اور خاطر خواہ بندوبست کریں کیونکہ اسی میں پورے ملک حکومت اور خود قانون نافذ کرنے والے اداروں کی دنیوی و اخروی فلاح اور نیک نامی ہے۔

اندکے پیش تو کفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است
وما علینا الا البلاغ

دراستہ

(حافظ محمد سعد اللہ)

مدیر مسئول